سورة الحجر

آیات ۱ - ۱۵

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿١﴾ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿٢﴾
ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا وَ يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٣﴾ وَ مَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَ لَهَا كِتَابٌ
مَّعْلُوْمٌ ﴿٤﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَ مَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿٥﴾ وَ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ
لَمَجْنُوْنٌ ؕ ﴿٦﴾ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٧﴾ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ مَا
كَانُوْۤا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ﴿٨﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿٩﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ
الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٠﴾ وَ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١١﴾ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۙ ﴿١٢﴾
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ قَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٣﴾ وَ لَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ۙ ﴿١٤﴾
لَقَالُوْۤا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿١٥﴾ ع

سُوْرَةُ الْحِجْر

- نام – سُوْرَةُ الْحِجْرِ ،اس سورت کی آیت ۸۰ (كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ) سے یہ نام لیا گیا ہے
- الْحِجْرِ کے معنی پتھر۔ حجر قوم ثمود کے مرکزی شہر (دارالحکومت) کا نام تھا، جو چٹانوں کو تراش کر بنایا گیا تھا
(The Rocky Tract, Al-Hijr, The Stone land, The Rock City)
- یہ شہر حجاز سے شام کو جانے والے قدیم راستہ پر واقع تھا۔ اب اس شہر کو مدائن صالح کہتے ہیں۔
- سورت کا حجم : یہ سورۃ 99 آیات اور 6 رکوعوں پر مشتمل ہے
- زمانۂ نزول —سورت کے مضامین اور اندازِ بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اس سورۃ کا زمانہ نزول سورۃ ابراہیم سے متصل ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب آپ ﷺ کو دعوت دیتے ایک مُدّت گزر چکی ہے، آپ ﷺ نے دلائل قاہرہ اور براہین قاطعہ سے اسلام کی حقانیت کو ثابت کر دیا، کفار کے شکوک و شبہات کا مُسکِت جواب دے دیا۔ اور ان کے پاس اپنے باطل سے چمٹے رہنے کا کوئی جواز نہ رہا تو انہوں نے اپنی مسلسل ضد، ہٹ دھرمی، استہزا میں مزاحمت اور ظلم و ستم کی حد کر دی
- ان مظالم کا ہمت و استقامت سے مقابلہ کرتے کرتے آپ ﷺ تھکے جارہے تھے اور دل شکستگی کی کیفیت بار بار آپؐ پر طاری ہو رہی تھی، جسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اس سورت میں تسلی دے رہا ہے اور آپؐ کی ہمت بندھا رہا ہے
- سُوْرَةُ الْحِجْرِ اپنے ارد گرد کی سورتوں میں قدرے ایک منفرد سورت ہے، اس کی آیات مختصر ہیں مگر محکم ہیں اور عبارت کا ردھم نسبتا تیز ہے (زجر و توبیخ، دھمکی اور ملامت)، لیکن دعوت و نصیحت کا رشتہ کہیں بھی نہیں ٹوٹا

سُوْرَۃُ الْحِجْر

- **سورت کا مرکزی مضمون:** منکرین کو ایک خوفناک انجام کی خبر داری، اس کے لیے آفاقی، انفسی اور تاریخی استدلال- قانونِ جزا وسزا سے آخرت کی طرف توجہ دلائی گئی اور نبی کریم ﷺ کو مخالفتوں کے طوفان میں کام جاری رکھنے کی ہدایت
- **سورت کے مضامین:** سورت میں بڑے دو اہم مضامین ہیں:

1- جو لوگ آپ ﷺ کی دعوت کا انکار کر رہے ہیں، آپ کا مذاق اڑاتے ہیں اور آپ کے کام میں طرح طرح کی مزاحمت کر رہے ہیں ان کے لیے تنبیہ اور زجر و توبیخ

2- نبی اکرم ﷺ کی تسلی و تشفی

سورت کے ذیلی مباحث:

- ہلاکتِ اقوام کے 4 اصول
- آپ ﷺ کو مجنون کہنے والوں- قرآن کا مذاق اڑانے والوں کو ہلاکت کی دھمکی۔
- قرآن کی حفاظت کا اعلان
- توحید کے آفاقی اور جزاوسزا کے تاریخ دلائل
- قصہ آدم وابلیس اور معرکہ خیر وشر کے بیان سے خیر وشر کی جزااور سزا کا قانون
- آپ ﷺ کو استہزاء پر اور مشکل حالات میں تسلی

آیات 99

سُوْرَةُ الْحِجْر

مکیة

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ①

سورت کا مرکزی مضمون

انتہائی مشکل حالات میں آفاقی، انفسی اور تاریخی استدلال کے ذریعے کفار کے دباؤ اور دنیا پرستی سے بچ کر عقیدۂ توحید اور عقیدۂ آخرت پر مشتمل قرآنی دعوت کے عظیم کام کو جاری رکھنے کی ہدایت

(آیات 1 تا 15) -آپ ﷺ کو تسلی - یہ قرآن بجائے خود ایک واضح حجت ہے، یہ کسی خارجی نشانی یا کسی معجزے کا محتاج نہیں ہے، جو لوگ اس کو آج جھٹلا رہے ہیں یہ جلد ہی پچھتائیں گے۔ ان کو ان کے حال پر چھوڑو، یہ چند دن اپنی خود فراموشیوں میں مگن رہ لیں، پھر ان کے لیے اللہ نمٹ لے گا - غلبۂ اسلام کی بشارت بھی

(آیات 16 تا 25) - قرآن کی دعوت کی صداقت کی جو نشانیاں آفاق میں موجود ہیں ان کی یاد دہانی- آسمان پر چمکتے ستاروں، زمین کی انواع و پیداوار ااوع عجائبات پر غور کی دعوت

(آیات 26 تا 48) –قصہ آدم و ابلیس سے کفار کی گمراہی کے اصل مصدر کی وضاحت ابلیس اور اس کی ذریات نے انہیں اس ضلالت میں مبتلا کر رکھا ہے، انجام پہ غور کرو

(آیات 49 تا 77) – قومِ لوط پر فرشتوں کا نزول (ایک تباہ کن عذاب کے ساتھ)، اگر دیدۂ بینا رکھتے ہو تو ان کے انجام سے عبرت حاصل کرو۔

(آیات 78 تا 84) - قوم شعیب اور قوم ثمود کے انجام کا اجمالی ذکر۔ ان کے کھنڈرات تمہارے تجارتی راستوں پر واقع ہوئے ہیں، دیدۂ عبرت رکھتے ہو تو ان کے انجام سے سبق سیکھو

(آیات 85 تا 99) - نبی اکرم ﷺ کو استہزاء اور مشکل حالات میں تسلی اور صبر کی ہدایت –دعوت و تبلیغ کے آداب بھی

الٓرٰ ۟ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝١ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝٢ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝٣

الٓرٰ ۟ - الف۔لام۔را

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ - یہ آیات ہیں کتاب الٰہی کی

وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ - اور قرآن مبین کی

رُبَمَا - کسی وقت (قریب ہے)

رُبَمَا = (رُبَّ + مَا) ، رُبَّ حرف جار ہے اور مَا کافہ یا موصولہ ہے

قلت اور کثرت کے لئے آتا ہے، (کسی وقت، بہت وقت، بسا اوقات، قریب کے معنی بھی دیتا ہے)

يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا - چاہیں گے وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا

وَدَّ يَوَدُّ ، مَوَدَّةٌ : چاہنا، خواہش کرنا

اردو میں : مودّت، ودود

لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ - کاش ! وہ ہوتے مسلمان

ذَرْهُمْ - (اے نبی) چھوڑ دو انھیں

(و ذ ر) وَذَرَ يَذِرُ ، وَذْرًا : چھوڑنا

يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا - کہ کھائیں (پئیں) اور اور فائدہ اٹھائیں

تَمَتَّعَ يَتَمَتَّعُ ، تَمَتُّعًا : فائدہ اٹھانا (۷)

اردو میں : متاع، تمتع

وَيُلۡهِهِمُ الۡاَمَلُ فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ ۝٣ وَمَاۤ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعۡلُوۡمٌ ۝٤ مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ ۝٥

وَيُلۡهِهِمُ الۡاَمَلُ - اور غافل کیے رکھیں ان کو امیدیں (ل ھ و)

اَلۡهٰى يُلۡهِىۡ ، اِلۡهَآءٌ : غافل کرنا (IV)

لَهَا يَلۡهُوۡ ، لَهۡوًا : غافل ہونا (I)

اردو میں : لہو ولعب

اَمَل : امید، توقع - (ایسی امید جس کے پورا ہونے کی انسان توقع کرتا رہے لیکن اس کا پورا ہونا مشکل اور بعید ہو

اردو میں : امل (امید)، طولِ امل (امید کی طوالت، حرصِ دنیا)، تامل (سوچنا، دیر کرنا)

فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ - سو عنقریب انھیں معلوم ہو جائے گا

وَمَاۤ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍ - اور نہیں ہلاك کیا ہم نے کسی بستی کو

اَهۡلَكَ يُهۡلِكُ ، اِهۡلَاكٌ : ہلاک کرنا (IV)

اِلَّا وَلَهَا - مگر اس حال میں کہ تھا اس کے لیے

وَ : واوِ حالیہ

كِتَابٌ مَّعۡلُوۡمٌ - ایک نوشتہ (پہلے سے) طے شُدہ

كِتَاب : لکھا ہوا (نوشتہ)

مَّعۡلُوۡم : جانا ہوا، معین، مقرر وقت

مَا تَسۡبِقُ - نہیں آگے نکل سکتی

سَبَقَ يَسۡبِقُ ، سَبۡقًا : آگے نکلنا، پہلے پہنچنا، پہل کرنا

اردو میں : سبق، مسابقہ، سبقت، سابق

وَمَآ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعۡلُوۡمٌ ۝٤ مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ ۝٥ وَقَالُوۡا يٰۤاَيُّهَا الَّذِىۡ نُزِّلَ عَلَيۡهِ الذِّكۡرُ اِنَّكَ لَمَجۡنُوۡنٌ ۝٦

مِنۡ اُمَّةٍ - کوئی قوم

اَجَلَهَا - اپنے (ہلاکت کے) وقت مقرر سے

اَجَل : مقررہ وقت

وَمَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ - اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔

(أ خ ر) اِسْتَأْخَرَ يَسْتَأْخِرُ ، اِسْتِيْخَارٌ : دیر کرنا، پیچھے رہنا (X)

وَقَالُوۡا يٰۤاَيُّهَا الَّذِىۡ - اور وہ کہتے ہیں، اے وہ شخص

نُزِّلَ عَلَيۡهِ الذِّكۡرُ - نازل ہوا ہے جس پر ذکر (قرآن)

الذِّكۡر : نصیحت، ذکر (قرآنِ مجید میں قرآن کا ایک نام الذِّكۡر ہے)

قرآن مجید کے اسماء (ناموں) پر ایک ضمیمہ آگے اضافی مواد میں

اِنَّكَ لَمَجۡنُوۡنٌ - یقیناً تم تو ضرور دیوانے ہو۔

لَ : لام تاکید

مَجۡنُوۡن : دیوانہ، جن رسیدہ (وہ شخص جس کو جنات نے تعلیم دی ہو)

الٓرٰ ۟ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ وَقُرۡاٰنٍ مُّبِيۡنٍ ۝۱ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَوۡ كَانُوۡا مُسۡلِمِيۡنَ ۝۲ ذَرۡهُمۡ يَاۡكُلُوۡا وَيَتَمَتَّعُوۡا وَيُلۡهِهِمُ الۡاَمَلُ
فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ ۝۳ وَمَاۤ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعۡلُوۡمٌ ۝۴ مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ ۝۵ وَقَالُوۡا
يٰۤاَيُّهَا الَّذِىۡ نُزِّلَ عَلَيۡهِ الذِّكۡرُ اِنَّكَ لَمَجۡنُوۡنٌ ؕ ۝۶

الف۔ لام۔ را۔ یہ آیات ہیں کتاب الٰہی کی اور قرآن مبین کی۔ بعید نہیں کہ ایک وقت وہ آ جائے جب وہی لوگ جنہوں نے آج (دعوت اسلام کو قبول کرنے سے) انکار کر دیا ہے پچھتا پچھتا کر کہیں گے کہ کاش ہم نے سر تسلیم خم کر دیا ہوتا، چھوڑو اِنہیں کھائیں، پییں، مزے کریں، اور بھلاوے میں ڈالے رکھے اِن کو جھوٹی امید عنقریب اِنہیں معلوم ہو جائے گا، ہم نے اِس سے پہلے جس بستی کو بھی ہلاک کیا ہے اس کے لیے ایک خاص مہلت عمل لکھی جا چکی تھی، کوئی قوم نہ اپنے وقت مقرر سے پہلے ہلاک ہو سکتی ہے، نہ اُس کے بعد چھوٹ سکتی ہے، یہ لوگ کہتے ہیں "اے وہ شخص جس پر ذکر نازل ہوا ہے، تو یقیناً دیوانہ ہے

Alif. Lam. Ra'. These are the verses of the Book, and a Clear Qur’an. Soon will the time come when the unbelievers will wish they were Muslims. Leave them to eat and enjoy life and let false hopes amuse them. They will soon come to know. Whenever We destroyed a town, a definite term had previously been decreed for it. No people can outstrip the term for its destruction nor can it delay it. They say: "O you to whom the Admonition has been revealed, you are surely crazed.

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝١ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝٢ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝٣

قرآن اپنی صداقت کی خود دلیل ہے

- سورت کے آغاز میں مختصر تمہید - اس سورت کی آیات جو تمہارے سامنے ہیں یہ الکتاب کی آیات ہیں — یہ قرآنِ مجید کی صداقت کا بیان ہے، یہ وہ کتاب ہے جس کے اتارنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا اور جس کی پچھلے نبیوں نے خبر دی تھی۔
- قرآن مبین کا معنی ہے واضح قرآن، جس کے سمجھنے میں کوئی الجھن اور دشواری نہ ہو۔
- یہ کلام جو ان کو سنایا جا رہا ہے یہ کتاب الٰہی اور ایک واضح قرآن کی آیات پر مشتمل ہے۔ یہ اپنی صداقت کی دلیل خود اپنے اندر رکھتا ہے، کسی خارجی دلیل کا محتاج نہیں ہے۔ اس کے باوجود جو لوگ اس کو نہیں مان رہے ہیں، اس کی صداقت کو جانچنے کے لیے معجزوں کی فرمائش کر رہے ہیں، وہ درحقیقت اپنی شامت کو دعوت دے رہے ہیں۔
- یہ لوگ آج ان آیات و معجزات کی تکذیب کرت رہے ہیں اور قرآن مبین کو نہیں مان کے دے رہے، انہیں خبردار کیا گیا گیا ہے اور دھمکی دی گئی ہے کہ دعوت اسلامی جو تمہارے سامنے پیش کی جارہی ہے، اس کے قبول کرنے کے بعد مہلت بہت ہی محدود ہے، اسے ضائع مت کرو لیکن ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ وہ بڑی حسرت سے یہ کہیں گے کہ کاش وہ ایمان لاتے۔ لیکن اس وقت ان کی یہ تمنائیں ان کو کوئی فائدہ نہ دیں گی۔
- نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا جا رہا ہے کہ اگر یہ اپنی سرمستیوں میں گم ہیں، تم کو اور تمہاری دعوت کو (خطاب پیغمبر ﷺ سے ہے) خاطر میں نہیں لا رہے ہیں تو ان کو ان کے حال پر چھوڑو، چند دن یہ کھا پی لیں، مزے کر لیں اور لذیذ آرزوؤں کے خواب دیکھ لیں، عنقریب وہ وقت آیا چاہتا ہے جب یہ اپنی سرمستی کا انجام خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔

وَمَاۤ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعۡلُوۡمٌ ۝٤ مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ ۝٥ وَقَالُوۡا يٰۤاَيُّهَا الَّذِىۡ نُزِّلَ عَلَيۡهِ الذِّكۡرُ اِنَّكَ لَمَجۡنُوۡنٌ ؕ ۝٦

عذابِ الٰہی کے موخر ہونے کی وجہ

- یہاں اس سوال کا جواب بھی دیا گیا کہ یہ مخاطبین نہ صرف اس پیغام کو مان کے نہیں دے رہے بلکہ اس کا مذاق بھی اڑا رہے ہیں اور عذاب لے آنے کا مطالبہ بھی کر رہے ہیں تو ان پر عذاب کیوں نہیں آ رہا؟
- یہاں بتایا گیا ہے کہ یہ تاخیر اللہ کی ایک سنت ہے کہ وہ کسی قوم پر عذاب بھیجنے سے پہلے اس پر اپنی حجت تمام کرتا ہے۔ انہیں موقع دیتا ہے کہ انہیں جو اسبابِ ہلاکت بتائے جا رہے ہیں ان پر وہ غور و فکر کر سکیں
- اس اتمام حجت کے بعد بھی اگر وہ قوم اپنی سرکشی سے باز نہیں آتی تو لازماً وہ اپنے انجام کو پہنچ جاتی ہے۔ اتمام حجت اور اخلاقی زوال کی وہ حد جس پر پہنچ کر کوئی قوم مستحق عذاب ہو جاتی ہے ایک خدائی نوشتہ میں رقم ہے۔
- جب اس نوشتہ کی مدت پوری ہو جاتی ہے، تو قوم ہلاک کر دی جاتی ہے۔ سرِ مُو اس میں فرق واقع نہیں ہوتا۔ نہ اس میں تقدیم ہوتی نہ تاخیر
- **قریش کا طنزیہ اندازِ تخاطب:** وہ آپ ﷺ کو کبھی دیوانہ کبھی ساحر کبھی کاہن کہتے۔ یہاں وہ آپ ﷺ پر طنز کرتے ہوئے کہتے ہیں اے وہ شخص جو مدعی ہے کہ اس پر خدا کی طرف سے ہمارے لیے یاد دہانی اتری ہے تم تو ہمیں مجنون اور دیوانے معلوم ہوتے ہو (شاید اس بنا پر کہ آپ نے جس طرح اپنی ذات کو اس کام میں گم کر دیا اور اپنا نفع و ضرر سے قطع نظر اپنی تکلیفوں کو محسوس کرنے کی بجائے صرف اسلام کا مستقبل عزیز رکھا، ان کے نزدیک یہ رویہ کسی عقلمند آدمی کا نہیں ہوتا)

لَوۡ مَا تَاۡتِيۡنَا بِالۡمَلٰٓئِكَةِ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ۝٧ مَا نُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَ مَا كَانُوۡۤا اِذًا مُّنۡظَرِيۡنَ ۝٨ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝٩

لَوۡ مَا تَاۡتِيۡنَا بِالۡمَلٰٓئِكَةِ - کیوں نہیں لے آتے تم ہمارے پاس فرشتوں کو

اَتٰى يَاۡتِىۡ ، اِتۡيَانٌ : آنا (اگر با کے ساتھ آئے تو معنی لانا)

اِنۡ كُنۡتَ - اگر تم ہو

مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ - سچ کہنے والوں میں سے

مَا نُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِكَةَ - (کہہ دو!) نہیں نازل کیا کرتے ہم فرشتوں کو

اِلَّا بِالۡحَقِّ - مگر حق کے ساتھ (فیصلہ عذاب کے ساتھ)

وَ مَا كَانُوۡۤا اِذًا - اور وہ نہ ہوئے تب

مُّنۡظَرِيۡنَ - جن کو مہلت دی گئی

أنظرَ يُنظر ، إنظارًا : مہلت دینا (IV)

مُنظَر : جس کو مہلت دی گئی (مفعول)

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ - بیشک ہم نے ہی نازل کیا یہ ذکر (قرآن)

وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ - اور بے شک ہم اس کی یقیناً حفاظت کرنے والے ہیں

لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝٧ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ مَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝٨ اِنَّا نَحْنُ
نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝٩

"اگر تو سچا ہے تو ہمارے سامنے فرشتوں کو لے کیوں نہیں آتا؟"
ہم فرشتوں کو یوں ہی نہیں اتار دیا کرتے وہ جب اترتے ہیں تو حق کے ساتھ اترتے ہیں، اور پھر لوگوں کو مہلت نہیں دی جاتی
رہا یہ ذکر، تو اِس کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اِس کے نگہبان ہیں

" Why do you not bring down angels upon us if you are indeed truthful?"
We do not send down the angels (in frivolity); and when We do send them down, We do so with Truth; then people are granted no respite.
As for the Admonition, indeed it is We Who have revealed it and it is indeed We Who are its guardians.

لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝٧ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ مَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝٨

منکرین کی طرف سے فرشتے لانے کا مطالبہ

- مشرکین آپ سے کہتے کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو آسمان سے فرشتوں کو کیوں نہیں اتار لاتے جو تمہاری صداقت کی گواہی دیتے؟ کیونکہ تم اللہ تعالیٰ کے رسول ہو۔ اور رسالت کا فیصلہ آسمان پر ہوتا ہے۔ تم پر آسمان ہی سے کتاب اتر رہی ہے تو تمہاری تائید بھی آسمانی مخلوق فرشتوں کو کرنی چاہیے۔ وہ تمہارے دائیں بائیں ہٹو بچو کہتے ہوئے نظر آئیں، تمہاری حفاظت کریں اور جو آدمی دست درازی کرے اس کے ہاتھ کاٹ دیں۔ تمہارے راستے میں رکاوٹ بننے والی ہر طاقت کو کچل ڈالیں۔ لیکن ان میں سے کوئی بات بھی نظر نہیں آتی تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے نبی (ﷺ) نہیں ہو۔
- فرشتے کب اترتے ہیں؟ یہ قریش کے سوال اور طنز کا جواب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمارے فرشتے یونہی بے مقصد زمین پر نہیں اتارے جاتے اور نہ وہ اس لیے اتارے جاتے ہیں کہ وہ زمین پر جا کر ان حقائق کو منکشف کر دیں جن کی دعوت دینے کے لیے اللہ تعالیٰ کا نبی آتے ہیں
- اللہ تعالیٰ کا منشا یہ ہے کہ لوگ اپنے فہم و شعور سے کام لے کر ان باتوں پر غور کریں جن کی دعوت لے کر اللہ تعالیٰ کا نبی مبعوث ہوتا ہے۔ آفاق و انفس میں جو نشانیاں موجود ہیں اور جن کی طرف قرآن توجہ دلا رہا ہے ان پر غور کریں اور ان کی روشنی میں ایمان لائیں۔ ایمان لانے کے لیے فرشتوں کے اتارے جانے کا مطالبہ نہ کریں۔ فرشتے تو اللہ اس وقت بھیجتا ہے جب لوگ اندھے بہرے بن جاتے اور عذاب کے سوا ان کے لیے کوئی اور چیز باقی رہ ہی نہیں جاتی۔ اس وقت فرشتے خدا کا فیصلہ لے کر آتے ہیں اور وہ قوم نیست و نابود کر دی جاتی ہے۔ اس کے بعد کسی کو مہلت نہیں ملتی۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾

حفاظتِ قرآن

- **ایک طرف** اس آیت کریمہ میں نبی اکرم ﷺ کو نہایت پر زور الفاظ میں تسکین و تسلی دی گئی ہے کہ اگر یہ لوگ (قریش) اس قرآن عظیم کی قدر نہیں کر رہے ہیں تو تم اس کا غم نہ کرو۔ یہ کتاب، تمہاری طرف سے کسی طلب و تمنا کے بغیر، ہم ہی نے تم پر اتاری ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں
- **دوسری طرف** قریش کو بھی مخاطب کیا گیا ہے کہ یہ "ذکر" جس کے لانے والے کو تم مجنون کہہ رہے ہو، یہ ہمارا نازل کیا ہوا ہے، اس نے خود نہیں گھڑا ہے۔ اور یہ خیال تم اپنے دل سے نکال دو کہ تم اس "ذکر" کا کچھ بگاڑ سکو گے۔ یہ براہ راست ہماری حفاظت میں ہے۔ نہ تمہارے مٹائے مٹ سکے گا، نہ تمہارے دبائے دب سکے گا، نہ تمہارے طعنوں اور اعتراضوں سے اس کی قدر گھٹ سکے گی، نہ تمہارے روکے اس کی دعوت رک سکے گی، نہ اس میں تحریف اور ردوبدل کرنے کا کبھی کسی کو موقع مل سکے گا۔
- **تیسری طرف** یہ آیت ختم نبوت پر بھی بہت بڑی دلیل ہے۔ اگر سورۃ المائدۃ کی آیت ۳ (الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ) کے مطابق قرآن میں ہدایت درجہ کاملیت تک پہنچ گئی اور اس آیت کریمہ کے مطابق وہ ابدی طور پر محفوظ بھی ہو گئی تو وحی کے جاری رہنے کی ضرورت بھی ختم ہو گئی
- خطاب قریش کو مگر وسیع تر معنوں میں یہ پوری انسانیت کے لیے ایک چیلنج تھا۔ اس طرح ساتویں صدی عیسوی سے لے کر قیامت تک کے انسانوں کے سامنے ایک ایسا قطعی معیار رکھ دیا گیا جس کے اوپر جانچ کر وہ دیکھ سکیں کہ قرآن واقعی خدا کی کتاب ہے یا نہیں۔

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ فِىۡ شِيَعِ الۡاَوَّلِيۡنَ ۝۱۰ وَمَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ۝۱۱ كَذٰلِكَ نَسۡلُكُهٗ فِىۡ قُلُوۡبِ الۡمُجۡرِمِيۡنَ ۝۱۲

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا - اور یقیناً ہم بھیج چکے ہیں (رسولوں کو)

مِنۡ قَبۡلِكَ - آپ سے پہلے

فِىۡ شِيَعِ الۡاَوَّلِيۡنَ - پہلے لوگوں میں

شِيَع : فرقے، گروہ، قومیں (اس کا واحد شِيْعَةٌ)

شاعَ يَشِيْعُ ، شُيوعًا و شَيَعانًا: پھیلنا، منتشر ہونا، پیروی کرنا

اردو میں : شیعہ (شیعانِ علی)، مشایعت (ساتھ ساتھ یا پیچھے چلنا)، اشاعت، شائع

وَمَا يَاۡتِيۡهِمۡ - اور نہیں آتا تھا ان کے پاس

مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا - کوئی رسول مگر

كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ - وہ اس کا مذاق اڑایا کرتے تھے (ھ ز أ)

اِسْتَهْزَاَ يَسْتَهْزِئُ ، اِسْتِهْزَآءٌ :مذاق اڑانا (x)

كَذٰلِكَ نَسۡلُكُهٗ - اسی طرح ڈال دیتے ہیں ہم اس (استہزاء) کو

سَلَكَ يَسْلُكُ ، سَلْكاً وَ سُلُوْكًا: چلانا، داخل کرنا

اردو میں : سلوک، سالک، مَسلک، مسالک

فِىۡ قُلُوۡبِ الۡمُجۡرِمِيۡنَ - مجرموں کے دلوں میں

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ۝١٠ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝١١ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ
قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝١٢

اے محمدؐ، ہم تم سے پہلے بہت سی گزری ہوئی قوموں میں رسول بھیج چکے ہیں
کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اُن کہ پاس کوئی رسول آیا ہو اور اُنہوں نے اُس کا مذاق نہ اڑایا ہو
مجرمین کے دلوں میں تو ہم اس ذکر کو اِسی طرح (سلاخ کے مانند) گزارتے ہیں

(O Muhammad), certainly We did send Messengers before you among the nations which have gone by.
And whenever a Messenger came to them, they never failed to mock him.
Even so We make a way for it (that is, the Admonition) in the hearts of the culprits (like a hot rod);

محمد اقبال

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۱﴾ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۲﴾

انبیاء کی سرگزشتوں کا حوالہ

- نبی کریم ﷺ اور اہل ایمان کی تسکین و تسلی کے لیے انبیاء علیہ السلام کی سرگزشتوں کا حوالہ ہے کہ اللہ نے ہر امت کی اصلاح وہدایت کے لیے رسول بھیجے اور کتابیں اتاریں مگر کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی قوم نے آسانی سے پیغمبروں کی دعوت کو قبول کرلیا ہو۔ ہر قوم نے پیغمبر کی دعوت کا مذاق اڑایا، تمسخر سے کام لیا بلکہ جو کچھ ان سے ہوسکا انہوں نے کیا آج آپ کے ساتھ جو کچھ ہورہا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔
- اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک دل میں دو چاہتیں، دو محبتیں کبھی اکٹھی پیدا نہیں ہوتیں۔ جس دل میں شیطانی خیالات اپنی جگہ بنا چکے ہوں، خواہشات نفس نے بسیرا کرلیا ہو اور دنیا ترجیح پاچکی ہو اس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت، اللہ تعالیٰ کے دین سے وارفتگی اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کے اتباع کا جذبہ کبھی آسانی سے داخل نہیں ہوسکتا۔ یہ ندی کے دو کنارے ہیں جو جمع نہیں ہوسکتے۔
- توحید کا پیغام واضح ہونے اور حجت تمام ہو جانے کے بعد بھی جو لوگ ضد و عناد کی وجہ سے نہ مانیں اللہ تعالیٰ ایسے مجرموں کے دلوں پر مہر لگادیتے ہیں، تبھی تو یہ انبیاء علیہ السلام کے تمسخر اور استہزاء جیسا گھٹیا کام کرنے کی جسارت کرتے ہیں (کیونکہ اللہ کا قانون و دستور یہی ہے کہ انسان جدھر جانا چاہیے اللہ اس کو اسی راستے پر چلنے کی توفیق دیتا ہے

(وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا - مگر جو شخص رسول کی مخالفت پر کمربستہ ہو اور اہل ایمان کی روش کے سوا کسی اور روش پر چلے، درآں حالیکہ اس پر راہ راست واضح ہو چکی ہو، تو اُس کو ہم اُسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا اور اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بدترین جائے قرار ہے- 4:115)

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ - یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے اس پر

وَقَدْ خَلَتْ - اور گزر چکی ہے

خَلَا يَخْلُوْ ، خُلُوٌّ : گزرنا

اردو میں : خالی، خلاء، خلوت، تخلیہ

سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ - پہلے لوگوں کی عادت (سنت)

سُنَّة : سنت، طریقہ

اَوَّلِيْن ، اَوَّل کی جمع

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ - اور اگر کھول دیتے ہم ان پر

بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ - کوئی دروازہ آسمان کا

فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ - پھر وہ وہ لگتے اس میں چڑھنے

ظَلَّ يَظَلُّ ، ظَلًّا وَ ظُلُوْلًا : ہونا، رہنا، اُگ آنا

ظَلَّ کے بعد اگر فعل مضارع ہو تو کچھ کرنے / جاری رکھنے کے معنی

عَرَجَ ، يَعْرُجُ ، عُرُوْجًا : اوپر (بلند جگہ) پر چڑھنا

لَقَالُوْٓا اِنَّمَا - تب بھی ضرور کہتے یہ لوگ کہ در حقیقت

سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا - موند دی گئیں ہماری نگاہیں

سَكَّرَ يَسَكِّرُ ، تَسْكِيْرًا : نشے میں آنا، خمار زدہ ہونا، نظر بندی کرنا (II)

اردو میں : سُکر، مُسکِرات (نشہ آور اشیاء)

بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ - (نہیں) بلکہ ہم لوگوں پر جادو کر دیا گیا ہے

مَسْحُوْر : جادو کیا گیا۔ جمع مَسْحُوْرُوْن

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا
سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾

وہ اِس پر ایمان نہیں لایا کرتے قدیم سے اِس قماش کے لوگوں کا یہی طریقہ چلا آ رہا ہے
اگر ہم اُن پر آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیتے اور وہ دن دہاڑے اُس میں چڑھنے بھی لگتے
تب بھی وہ یہی کہتے کہ ہماری آنکھوں کو دھوکا ہو رہا ہے، بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے

They do not believe in it. This has been the wont of people of this kind from ancient times.

If We were even to open for them a way to the heavens, and they could continually climb up to it in broad daylight,

They would still have said: "Surely our eyes have been dazzled; rather, we have been enchanted."

محمد اقبال

وَلَوۡ فَتَحۡنَا عَلَيۡهِمۡ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوۡا فِيۡهِ يَعۡرُجُوۡنَۙ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوۡۤا اِنَّمَا سُكِّرَتۡ اَبۡصَارُنَا بَلۡ نَحۡنُ قَوۡمٌ مَّسۡحُوۡرُوۡنَ ﴿۱۵﴾

انکار کا اصلی سبب

- مشرکین مکہ کی ہٹ دھرمی کا ذکر کہ کفر ان کے دلوں میں یوں جڑ پکڑ چکا ہے کہ اگر ان کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے جائیں اور یہ سیڑھی لگا کر دن دہاڑے اوپر بھی چڑھ جائیں اور ہماری قدرت کے روشن دلائل اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں پھر بھی یہ حق کو قبول کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوں گے
- اس صورت میں بھی یہ بڑی بے حیائی اور ڈھٹائی سے کہہ دیں گے کہ یہ جو کچھ ہمیں نظر آرہا ہے یہ حقیقت نہ تھی بلکہ کچھ منتر پڑھ کر ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے، تھا کچھ بھی نہیں۔ اور ہمیں یوں نظر آیا کہ ہم آسمان پر چڑھے، وہاں فرشتوں کو دیکھا اور قدرت کی اعجاز آفرنیوں کا مشاہدہ کیا۔ یہ مشاہدات محض نظر بندی کا کرشمہ تھے۔ حقیقت سے اس کا کوئی واسطہ نہ تھا۔ ہم پر تو جادو کر دیا گیا تھا۔
- مطلب یہ ہے کہ ان کے ایمان نہ لانے کا اصل سبب یہ نہیں ہے کہ ان کی طلب کے مطابق ان کو کوئی معجزہ نہیں دکھایا جارہا ہے بلکہ اس کا اصل سبب یہ ہے کہ وہ اپنی خواہشات اور اپنے مزعومات میں کوئی تبدیلی قبول کرنے اور استکبار کے سبب سے پیغمبر کی بات سننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔
- کفار کے تمسخر اور مطلوبہ معجزہ نہ دکھانے کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کو جو ملال ہو سکتا تھا اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اس کو رفع کر دیا اور رسول اللہ (ﷺ) کو تسلی دے کر اشارتاً صبر واستقامت کی تلقین بھی کر دی۔

اضافی مواد

Reference Material

اسماء القرآن

- کسی کتاب کا تعارف بالعموم اُس کے نام سے ہوتا ہے، اس لیے کہ نام اُس کے موضوع کا عکاس ہوتا ہے ،اور اکثر موضوع کے عنوان سے بھی کتاب کا نام رکھا جاتا ہے، جس طرح ایک مصنف اپنی کتاب کا نام رکھتا ہے اُسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی کتاب کے مختلف 'اسما' قرآن مجید میں بیان کیے ہیں۔ لیکن قرآن کریم اللہ کی تصنیف نہیں بلکہ تنزیل ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے انسانیت کی خیر خواہی کے لیے نازل کیا گیا ہے۔ یہ اس کا کلام ہے
- اس کتاب (قرآنِ کریم) کا اصل نام "قرآن" ہے۔ یہ لفظ قرآن مجید میں ستر دفعہ استعمال ہوا ہے۔
- صحیح لفظ قُرآن اور صحیح تلفظ بھی قُرآن ہے، لیکن بعض علمائے مقدمین نے اسے بغیر ہمزہ کے بھی (القران) پڑھا اور بتایا ہے
- اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کا نام "قرآن" رکھا ہے یہ ایسا نرالا اور بے مثال نام ہے جسے عربوں نے کبھی اپنے کلام کے مجموعوں کو یہ نام دیا اور نہ ہی کبھی دنیا میں کسی کتاب کا یہ نام رکھا گیا (امام جاحظ)
- قرآن مجید کے متعدد نام ہیں جو اس کے مقام و شرف اور فضیلت کی گواہی دیتے ہیں، عربوں کی روایت میں جو چیز انہیں محبوب ہوتی وہ اسے سینکڑوں ناموں سے پکارتے اور اور بیسیوں بار دہراتے
- قرآن کریم کے یہ متعدد نام قرآن کی صفات کی بنا پر ہیں یعنی یہ قرآنِ کریم کے صفاتی نام ہیں اور یہ تمام صفاتی نام خود قرآن سے اخذ کئے گئے ہیں
- امام رازیؒ نے قرآنِ کریم کے ۵۵ نام گنوائے ہیں (جن میں ۳۲ کی تشریح بھی کہ ہے)
- اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے الاتقان فی علوم القرآن میں بھی ۵۵ نام گنوائے ہیں

اسماء القرآن

- محمد بن جریر الطبریؒ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نازل کردہ کتاب کو چار نام دیے ہیں۔ ان میں سے ایک نام القرآن ہے' دوسرا ' الفرقان' تیسرا الکتاب اور چوتھا ' الذکر ' ہے۔ (ابن عطیہؒ نے بھی یہی چار نام ذکر کیے ہیں)
- علامہ زرقانی نے ان چار ناموں پر ' التنزیل ' کے نام کا اضافہ کیا ہے اور کہا ہے کہ قرآن کے یہی پانچ نام ہیں۔ لہٰذا قرآن کے اصل نام پانچ ہیں : ۱۔القرآن ۲۔الذکر ۳۔الکتاب ۴۔التنزیل ۵۔الفرقان۔
- اس کے علاوہ جتنے بھی نام ہیں وہ سب صفاتی نام ہیں
- علامہ محمد علی الصابونی نے ان پانچ ناموں (القرآن، الذکر، الکتاب، التنزیل، الفرقان) کو اسم کہا ہے اور دیگر اسما کو صفات کہا ہے

قرآن مجید کے پانچ اسما

1. القرآن : قرآن کے تمام ناموں میں بالعموم اور ان مذکورہ بالا پانچ ناموں میں بالخصوص سب سے زیادہ مشہور نام 'القرآن' ہے جس کا ذکر قرآن مجید کی ۳۶ سورتوں کی ۶۵ آیات میں ہوا ہے

☞ قرآن کو قرآن کیوں کہتے ہیں؟ اِس لفظ کے دو معنی ہیں : ۱۔ جمع کرنا، ۲۔ پڑھنا۔ تاہم اس بارے میں اہلِ علم کا اختلاف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ ' قَرَنْتُ' سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں 'جمع کرنا' جوڑنا۔ بعض نے اسے ' قَرَءَ ' سے مشتق قرار دیا اور اس کے معنی بھی جمع کرنا ہیں (اس کی دلیل یہ دی گئی ہے کہ چونکہ قرآن کی سورتیں اور آیات جمع ہیں اور آپس میں مربوط و یکجا ہیں اور اس سے قبل' یعنی نزول سے پہلے لوح محفوظ میں بھی وہ یکجا اور جمع تھیں' لہٰذا اس بناپر قرآن کو 'جمع' کہا جائے گا - قتادہؒ)

اسماء القرآن

- قرآن بمعنی پڑھنا: قرآن کے دوسرے معنی 'پڑھنے' کے ہیں

- حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے قول کے مطابق القرآن کا مادّہ یا اصل 'ق-ر-ئ' ہے اور یہ فُعلان کے وزن پر مصدر کا صیغہ ہے جس کے معنیٰ ہیں 'پڑھنا'، مثلاً غفران، خُسران، کُفران وغیرہ۔ خود قرآن مجید میں متعدد مقامات پر قرآن 'پڑھنے' کے معنوں میں استعمال ہوا ہے، مثلاً سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا: وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ط اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (۱۷:۷۸) ''اور فجر کے وقت قرآن پڑھو، بے شک فجر کی قراءت میں فرشتے حاضر کیے جاتے ہیں''

- سورۂ قیامہ میں تو بالکل واضح انداز میں یہ معنیٰ فرمایا ہے۔ فرمایا: اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَه وَقُرْاٰنَه o فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَه (القیٰمۃ: ۱۷-۱۸) اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمے ہے، جب ہم پڑھا کریں تو تم (اُس کو سنا کرو اور) پھر اُسی طرح پڑھا کرو''۔ یہاں دونوں آیات میں قرآن قراءت یعنی پڑھنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ کتاب چونکہ پڑھنے کے لیے نازل ہوئی ہے اور سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے، اس لیے اس کا نام 'قرآن' ہے

2. **الفرقان**: فرقان کا مادہ 'ف ر ق' ہے اور اس کے معنی ہیں: ''دو چیزوں کے درمیان تمیز، فرق اور جدائی کرنا اور دونوں کو ایک دوسرے سے الگ الگ کرنا''۔ جب یہ معنیٰ کلام اللہ کے ساتھ خاص ہوں گے تو معنی ہوگا ''حلال و حرام، سچ و جھوٹ، حق و باطل، معروف و منکر، نیکی و بدی، نفع و نقصان کے درمیان فرق، یعنی امتیاز اور جدائی کرنا، یعنی کھرے اور کھوٹے کو پرکھنے کی کسوٹی

- قرآن کو فرقان کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ یہ اپنی دلیلوں، حدود، فرائض اور اپنے حکم کی ساری وجوہات کے ذریعے حق و باطل کے درمیان فرق و امتیاز کرتا ہے (علامہ ابن جریر طبریؒ)

☜ قرآن کا نام فرقان اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ حق و باطل، مسلمان و کافر، مومن و منافق کے درمیان فرق و امتیاز کرتا ہے۔اِسی وجہ سے حضرت عمرؓ ابن خطاب کو 'فاروق' کہا جاتا تھا کہ وہ حق و باطل کے درمیان واضح فرق فرماتے تھے۔(امام الزرکشی)

3. **الکتاب**: قرآنِ کریم کا تیسرا نام الکتاب ہے جسے عام طور پر کتاب ہی کہتے ہیں۔ اس لفظ کا اصل یا مادہ 'ک ت ب' یعنی کَتَبَ ہے۔ کلام اللہ کے حوالے سے سب سے زیادہ مشہور نام تو 'قرآن' ہی ہے لیکن اس کے بعد جو نام سب سے زیادہ اہم اور مشہور ہے وہ 'کتاب' ہے۔ اکثر کلام اللہ کو صرف دو ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے یا تو کہنے والا ' قرآن کہتا ہے یا 'کتاب'۔اس کو کتاب اللہ کے نام سے بھی لکھا اور پڑھا جاتا ہے

☜ کَتَبَ کے تین معنٰی آتے ہیں: ۱-لکھنا ۲-جمع کرنا ۳-فرض کرنا، مقرر کرنا

☜ پہلے معنی کے لحاظ سے، قرآنِ مجید نزول سے قبل لوحِ محفوظ پر لکھا ہوا تھا اور نزول کے بعد حضورؐ نے اپنی نگرانی میں کاتبانِ وحی سے لکھوایا تھا۔اسی وجہ سے اسے 'کتاب' کا نام دیا گیا' یعنی وہ کلامِ الٰہی جو لکھنے اور پڑھنے کے لیے نازل ہوا

☜ کتاب کے دوسرے معنی جمع کرنا کے بھی آئے ہیں کیونکہ 'کَتَبَ' کے معنی میں 'جمع کرنا' بھی ہیں۔ علامہ سیوطیؒ نے اس ک ایک وجہ یہ بتائی ہے کہ اس میں مختلف قسم کے علوم، قصص اور اخبار کو موثر ترین طرز پر جمع کیا گیا ہے

☜ کتاب کا لفظ کبھی فرض و وجوب اور حکم و فیصلے کے معنٰی میں بھی استعمال ہوتا ہے مثلاً: کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ (تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں)، كُتِبَ عَلَيْكُمُ القِتَالُ (تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے)، كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ (تم پر قصاص فرض کیا گیا ہے)، كِتَابًا مَّوْقُوتًا (مقررہ وقت)۔

اسماء القرآن

☜ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کو قرآن میں مختلف مقامات پر 'کتاب' کے نام سے ذکر کیا ہے۔ان تمام معنوں پر غور کرتے ہوئے 'کتاب' کا جامع معنیٰ ہوگا کہ یہ اللہ کا حکم اور قانون ہے اور اس کے احکام و فرائض کا مجموعہ ہے

4. **الذکر**: قرآنِ کریم کے اسماء میں سے وتھا نام الذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو 'ذکر' کا نام بھی دیا ہے، اور قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ خود قرآن کو 'ذکر' کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ 'ذکر' کا مادہ 'ذ ك ر' ہے، جس کے تین معانی بیان کیے جاتے ہیں۔ یاددہانی، تذکرہ اور شرف و عزت۔

☜ ذکر بمعنی یاد دہانی: ذکر کے معنی کبھی یاد دہانی، نصیحت اور یادداشت کے معنوں میں بھی آتے ہیں۔ قرآن کو ذکر اس معنوں میں کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ انسان کے لیے نصیحت اور رہنمائی ہے، لغت میں ذکر، ذکریٰ اور ذُکرہ، نسیان (بھولنے) کی ضد ہے

☜ اس کے ایک معنی 'نصیحت' بھی بیان کیے ہیں، یعنی یہ کتاب لوگوں کو راہِ راست پر لانے کے لیے اور اُن کو آخرت کی فکر اپنے دلوں میں اُجاگر کرنے کے لیے نصیحت، یعنی یاد دہانی ہے

☜ درحقیقت انسان اگر اس نصیحت پر عمل کرے تو لازماً وہ کامیابی کی منازل طے کرتا ہوا اللہ کی رضا کا حق دار ٹھیرایا جائے گا۔ خود قرآن مجید میں قرآن کو نصیحت کہا اور فرمایا کہ ''ص، قسم ہے نصیحت بھرے قرآن کی''۔ (صٓ ۳۸ : ۱)

☜ ذکر بمعنیٰ تذکرہ (اُمتِ سابقہ): کہ یہ تذکرہ ہے اُمتِ سابقہ کا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن اُمت سابقہ، کتب سابقہ اور انبیائے سابقین کے حالات و واقعات اور ان کے احکام کی مکمل یادداشت ہے

اسماء القرآن

☜ قرآن میں سابقہ امتوں کے وہ تذکرے شامل ہیں جن کو انھوں نے تبدیل کر دیا تھا۔ قرآن میں اِن کی وہ تعلیمات موجود ہیں کہ جس کو اُنھوں نے اپنی خواہشات نفس کی وجہ سے اپنی کتابوں سے نکال دیا تھا۔ سورۂ بقرہ میں بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے اُن کو تبلیغ کی گئ کہ یہ کتاب تو اُن کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، لہٰذا اس پر ایمان لاؤ

☜ ذکر بمعنٰی شرف و عزت: ذکر کے معنی کبھی مدح و تعریف، شہرت و عظمت اور شرف کے بھی آتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خود قرآن مدح و تعریف کے لائق ہے، شہرت کا حامل ہے اور عظمت و شرف، یعنی عزت وافتخار والا اور بزرگی والا ہے

☜ قرآن کا نام ذکر اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ان کی آخرت، ان کا معبود اور ہر چیز یاد دلائی ہے جس سے وہ غافل تھے (ابن عطیہؒ)

☜ قرآن کو ذکر اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں نصیحت ہے اور سابقہ اُمتوں کے احوال ہیں اور ذکر کے معنی شرف بھی ہیں (سیوطیؒ)

4. التنزیل: قرآن کریم کے پانچ ناموں میں انچواں اور آخری نام 'التنزیل' ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر قرآن کو تنزیل کہا ہے مثلاً: تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (السجدہ ۳۲:۲)، تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (الزمر ۳۹:۱)، تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ (المومن ۴۰:۲)

☜ اس نام کی وجہ تسمیہ تو اس کے معنی سے ہی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب ہے، یہ کسی مصنف کی تحریر نہیں ہے اور نہ یہ کسی شاعر کا ہی کلام ہے اور نہ کسی ملک یا علاقے کا دستور ہے، بلکہ یہ تو رب العالمین کا نازل کردہ وہ قانون ہے کہ جس میں انسانیت کی بھلائی کا سامان جمع ہے۔ تنزیل کا مطلب ہے، نازل کردہ کتاب، اور اس معنی سے بھی معلوم ہو گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کتاب ہے